# قطب وقت حضرت شاہ عبد اللطیف دہلوی ثم ستھنی

(۱۲۰۷ھ-۱۳۴۰ھ)

از: عثمان رضا شفیق تاجی مصباحی جائس، امیٹھی، یوپی، ہند۔

---

## نسب و وطن:

آپ کے نسب و وطن کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ خاندان مغلیہ کے آخری چشم و چراغ "بہادر شاہ ظفر" کے شہزادے تھے۔ بھائیوں کے قتل، والد کی گرفتاری اور مغلیہ سلطنت کی تباہی و بربادی کے بعد ایک عرصہ تک روپوش رہے۔ پھر فقیرانہ زندگی اختیار کر لی۔ قائد ملت علامہ حسن رضا تاجی رضوی غوث الوقت حضرت بابا عبد الصمد صدیقی تاجی کے حوالے سے بیان کیا کرتے تھے کہ شاہ صاحب کبھی کبھی فرمایا کرتے کہ "یہ خوں ریزی ہونے کے بعد ہم جنگل کی طرف نکل گئے اور اللہ رب العزت کو اتنا یاد کیا کہ اللہ مل گیا۔"

غرض کہ آپ نے کبھی اپنے حسب و نسب کو ظاہر نہ فرمایا؛ کیوں کہ آپ جس منزل عشق کے مسافر تھے، اس میں ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامیؔ

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

## تعلیم:

چوں کہ ان کے ابتدائی حالات پردہ خفا میں رہے، اس لیے ان کی تعلیم کے متعلق صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی کہ کہاں تک تعلیم حاصل کی۔ البتہ فارسی عبارات بخوبی پڑھتے اور سمجھتے تھے۔ عارف باللہ علامہ جلال الدین رومی کی مثنوی شریف سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ عربی بلا تکلف بولتے اور مجلسی گفتگو میں برمحل قرآن پاک کی آیتیں پیش فرماتے تھے۔

ممبئی میں مولوی سلیمان شاہ صاحب کاٹھیاواڑی نے سورہ کوثر کی تفسیر ایک ہفتہ بیان کی۔ آخر میں "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" پر شاہ (عبد اللطیف) صاحب نے بحث کر کے انھیں خاموش کر دیا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک زبردست عالم بھی تھے۔

## عام حالات:

آپ کا فقر و تصوف کی طرف فطری میلان تھا۔ اس لیے انھیں ایک رہبر کامل اور مرشد برحق کی تلاش ہوئی جس کی صحبت میں رہ کر تصوف کے اعلیٰ مرتبہ پر گام زن ہو سکیں۔ عمدۃ المحققین خیر الاذکیاء علامہ محمد احمد مصباحی اطال اللہ عمرہ "حدوث الفتن" میں رقم طراز ہیں:

أخذ الطريقة عن الشيخ محمد بلال والشيخ عبد الكريم من خلفاء الشيخ سليمان التونسوی ورزق العرفان بفضل تربيتهما۔

ترجمہ: حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے خلفا حضرت شاہ محمد بلال اور حضرت شاہ عبدالکریم (رحمہم اللہ تعالی) کے فیض صحت سے صاحب عرفان ومقام ہوئے۔

فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین امجدی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ محمد بلال سے ''اندور'' میں بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا اور ان کا کھانا پکانے لگے۔ ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا تو آپ ''اندور'' سے ''دہلی'' چلے گئے۔

پھر پیر ومرشد سے ظاہری حیات میں ملاقات نہ ہوسکی۔ ''دہلی'' سے ''مکہ معظمہ'' حاضر ہوئے اور حرمین طیبین کی زیارت سے فارغ ہونے کے بعد ملک روم تشریف لے گئے اور بعد انقلاب ہندوستان واپس تشریف لائے۔ ''دہلی'' شہر تباہ وبرباد ہوچکا تھا۔ سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ اور اس پر انگریزوں کا تسلط واقتدار قائم ہوچکا تھا، حضرت سے دہلی دارالحکومت کی یہ ویرانی دیکھی نہ گئی اور شاہی محلوں پر حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے شہر سے باہر نکل گئے اور دہلی کو ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ دیا۔ بھوپال پہنچے تو وہاں ''بھشتی'' کا پیشہ اختیار کیا اور اس سے جو آمدنی ہوتی وہ دینی مدرسوں کے طلبہ کی دعوت پر خرچ کردیتے۔ ان پر ایک قسم کی اضطرابی کیفیت تھی۔ نہ دل کہیں لگتا، نہ روح کو کہیں راحت وسکون حاصل ہوتا۔

پھر ''اودھ'' کے علاقے میں آگئے۔ ضلع ''بارہ بنکی'' کے مواضعات میں گھومتے پھرتے ''ستھن شریف''، ضلع سلطان پور (حال ضلع امیٹھی) کے قریب ''محی الدین پور'' تشریف لے گئے اور وہیں آپ نے چلہ کیا اور چلہ کے ایام میں آپ کی غذا گولر، بیر اور کرونده وغیرہ تھی۔ شیخ ولایت علی رئیسِ ''ستھن'' کو خبر ہوئی تو انھوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے غریب خانے پر لے جانے کی تمنا کی۔ پہلے تو انھوں نے ان کی گزارش قبول نہ فرمائی لیکن جب انھوں نے بہت اصرار کیا تو حضرت ستھن تشریف لے گئے اور ان کے یہاں چند روز قیام فرمایا اور پھر وہیں ''کوٹ کا ٹیکرا'' جہاں آپ کا مزار انور ہے، رہنے کے لیے پسند فرمایا تاکہ آبادی سے الگ تھلگ رہ کر ذکر وفکر اور عبادت وریاضت میں یکسوئی اور اطمنانِ قلب حاصل ہو۔ جیسا کہ درویشوں اور فقیروں کا عام معمول رہا ہے۔

## ستھن شریف اور اس کا مذہبی ماحول:

ستھن شریف وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چلّہ کر چکے ہیں، اس کا پرانا نام ''بجے گڑھ'' تھا۔ کوٹ کسی زمانے میں بجے سنگھ کا قلعہ تھا۔ چوں کہ یہ جگہ غیر آباد اور سانپ، بچھو زہریلے جانوروں کا مسکن اور ٹھکانا بنی ہوئی تھی۔ اس لیے لوگوں نے حضرت کو یہاں رہنے سے منع فرمایا لیکن آپ نہ مانے۔

کوٹ کی صفائی کے دوران مسجد کے کچھ آثار ونشانات نظر آئے تو سب سے پہلے حضرت نے مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ زمانہ تعمیر ہی میں آپ کو ایک زہریلے سانپ نے ڈس لیا۔ زہر نے اثر کیا اور حضرت بے ہوش ہوگئے مگر پھر جلد ہی اچھے ہوگئے۔

اس کے علاوہ شاہ صاحب نے درجنوں مساجد کی بنیاد رکھی اور انھیں میں سے ہمارے علاقے میں ''نرولی'' پورے شیوداس کی مسجد ہے جو کہ شاہ صاحب کی تحریک اور کوششوں سے بنی۔

## وعظ و تبلیغ:

ستھن کے قرب وجوار کا مذہبی ماحول بہت ہی خراب اور وحشت ناک تھا۔ مسلمانوں کا یہ عالم تھا کہ وہ صحیح طور پر کلمہ شریف بھی نہیں پڑھ سکتے تھے۔ مشرکین کی طرح چوٹی رکھتے، زنار پہنتے اور یاترا کرتے تھے۔ البتہ گاؤں میں ایک تکیہ دار ان کی مذہبی ذمہ داریوں کو انجام دیتا تھا۔ مسلمانوں کی یہ جہالت وضلالت سے بھری ہوئی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر شاہ صاحب نے ان میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کو کلمہ سکھایا، مشرکانہ رسموں سے نفرت دلائی۔ وضو وغسل کا صحیح طریقہ بتایا اور نماز وروزہ وغیرہ کے احکام ومسائل بتائے۔ اپنی قیام گاہ پر بھی اکثر میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرکے، اس میں حاضرین کو بہترین انداز میں وعظ ونصیحت فرمایا کرتے۔ یہاں تک کہ حضرت اپنے فطری حسن اخلاق کے پیش نظر مریضوں کو دوا بتاتے، جس کو ایک، دوبار استعمال کرنے سے مکمل فائدہ ہوجاتا۔ اس کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ غرض کہ انھوں نے بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح وتربیت کے لیے دوا اور دعا وغیرہ ہر وہ طریقہ اختیار کیا جو بگڑے ہوئے لوگوں کے لیے مؤثر ہو۔ اس سلسلہ میں آپ نے وعظ ونصیحت اور زجر وتوبیخ سے بھی کام لیا۔

## رمضان شریف کا ایک واقعہ:

رمضان المبارک کا مہینہ تھا، دن میں آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ ''تراب'' نامی ایک شخص کو دیکھا کہ وہ برسر راہ چارپائی پر بیٹھ کر بڑی بے باکی کے ساتھ حقہ نوش کر رہا تھا۔ حضرت نے اس سے دریافت کیا کہ ''تم روزہ نہیں رکھتے ہو؟''

اس بدنصیب نے نہایت گستاخی کے ساتھ جواب دیا کہ: روزہ تو وہ شخص رکھے جس کے پاس کھانے کو نہ ہو، مجھ کو تو اللہ نے سب کچھ دیا ہے، میں روزہ کیوں رکھوں؟

اس جاہل کے اس توہین آمیز جواب پر حضرت نے اس کو اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہوگیا۔ اس کے گھر والوں نے ڈپٹی کمشنر (جو کہ انگریز تھا) کے یہاں شکایت کی، تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ: ''ہم مذہب میں دخل نہیں دے گا۔''

## کرامت:

''ہاری مئو'' کے رئیس بابو اشرف علی کے کارندے فقیرے کو آپ نے داڑھی رکھنے کی تلقین فرمائی۔ تو اس نے کوئی توجہ نہ دی اور سنی ان سنی کردی۔ قضائے الہی سے دوسرے دن اس کا لڑکا فوت ہوگیا۔ کارندے نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگی؛ تو حضرت نے مردہ لڑکے کے پاس آکر اس کے والد سے فرمایا کہ ''میاں خدائے تعالی میں بڑی طاقت ہے، وہ چاہے تو تمھارے لڑکے کو اچھا کردے، مگر دیکھو!'' وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۠ (۵۴) ''(یعنی ان لوگوں نے مکر کیا اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ کی خفیہ

تدبیر سب سے بہتر ہے) کو مت بھولنا۔ اس کے بعد آپ نے تھوڑا سا پانی دم کر کے چھینٹا دیا، لڑکا فوراً زندہ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا: لے جاؤ، اللہ تعالی کو تمھاری اصلاح کرنی منظور تھی۔

## زیارت حرمین شریفین اور مختلف ممالک کی سیاحت:

۳۳/ بار حج وزیارت سے مشرف ہوئے، چار برس تک متواتر مصر، استنبول، بیت المقدس، سوریا، بغداد وغیرہ کی سیاحت کی۔ اسی سفر میں آپ حضرت موسی علیہ السلام، حضرت خالد بن ولید، حضرت بایزید بسطامی اور دیگر انبیاے کرام و اولیاے عظام کے مزارات مقدسہ کی حاضری سے مشرف ہوئے۔ اور بیت المقدس کی زیارت فرمائی اور ''آتش کدہ نمرود'' کو ملاحظہ فرمایا۔ سات برس کے بعد ''ستھن شریف'' واپس تشریف لائے۔

بغرض اداے سنت نبوی واتباع مصطفوی مولوی نور الدین صاحب کی دختر نیک اختر آمنہ سے عقد فرمایا اور ایک برس کے اندر طلاق دے دی، ساتھ ہی ساتھ عدت کا نفقہ، مہر اور زیورات کے علاوہ، بہت سامال واسباب دے کر رخصت کیا پھر حج بیت اللہ شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ ''مدینہ منورہ'' میں قیام فرمایا اور وہیں کئی سال تک قیام فرمایا۔

خواب میں نبیِّ اکرم ﷺ نے آپ کو ''ہندوستان'' میں واپس آنے کا حکم فرمایا۔ دیار حبیب چھوڑنا گوارہ نہ تھا مگر آقاے دو جہاں کا حکم پاتے ہی ہندوستان کے لیے روانہ ہو گئے۔

## دینی مدرسہ کا قیام اور علما و فقرا کی محفل:

قطب زماں حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب نے ''ستھن شریف'' میں اپنی قیام گاہ سے متّصل ''کوٹ'' پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا، (اسی مدرسہ میں غوث الوقت حضرت شاہ بابا عبد الصمد تاجی صدیقی نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور علوم شرعیہ کی تکمیل فرمائی) جہاں شب وروز علما وفقرا کی محفل سجی رہتی تھی۔ آپ کو فقر و درویشی سے گہرا انس وشغف تھا۔ دینی تعلیم کے حاصل کرنے پر بہت زور دیتے اور علما و طلبہ کی بے حد عزت و قدر فرماتے۔

آپ کے آخری خلیفہ شیخ المشایخ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قدس سرہ اس وقت اپنا حال بیان فرماتے تھے: میں پہلے مولویوں سے بہت دور رہتا تھا لیکن حضرت کے وصال سے آٹھ ماہ پیش تر جب پہلی مرتبہ ''ستھن'' میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ اس طبقہ سے میری دوری و بیزاری، محبت و عقیدت میں بدل گئی اور علما و طلبہ کا وقار میرے دل میں اس قدر پیدا ہو گیا کہ میں ان کی جوتیاں سیدھی کرنا، اپنے لیے باعث فخر سمجھتا ہوں۔

## دار العلوم فیض الرسول کا قیام:

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کا قیام حضرت ہی کی صحبت کا نتیجہ ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑی سی مدت میں وقت کا ایک مثالی اور مرکزی ادارہ بن گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ''براؤں شریف'' اپنے محل وقوع کے لحاظ سے کسی طرح بھی اس قابل نہ تھا کہ یہاں اتنی بڑی درس گاہ قائم ہو سکے۔

لیکن یہ بانی ''دار العلوم فیض الرسول'' کے شیخ طریقت قطب الاقطاب شاہ عبد اللطیف صاحب ستھنی کے فیضان کرم کا ثمرہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اتنا عظیم الشان دار العلوم قائم فرمادیا، جو آج ملک کے تشنگان علوم کے لیے اسلامی تعلیمات کا سر چشمہ اور علما ومشائخ کا مرجع عقیدت بنا ہوا ہے۔

شاہ صاحب کی ہی نسبت سے بر صغیر کی عظیم درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ کا پرانا نام ''مدرسہ لطیفیہ اشرفیہ مصباح العلوم'' تھا۔

علامہ لیٰس اختر مصباحی دام ظلہ جامعہ اشرفیہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''۳۰-۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں اہل سنت وجماعت نے ''مدرسہ مصباح العلوم'' کی نشاۃ ثانیہ کی تو ''بہادر شاہ ظفر'' کی اولاد میں ایک تارک الدنیا بزرگ حضرت شاہ عبد اللطیف چشتی (ستھن شریف ضلع سلطان پور، موجودہ ضلع امیٹھی، یوپی) کے ایک مرید مولانا محمد عمر لطیفی مبارک پوری اور شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) کے مریدین کی خواہش کے مطابق اس کا نام ''مدرسہ لطیفیہ اشرفیہ مصباح العلوم'' تجویز کیا۔ یہ مدرسہ محدود پیمانے پر روایتی انداز سے موجودہ نگر پالیکا کے قریب ایک چھوٹی سی دو منزلہ عمارت میں چلتا رہا۔ اس کے بعد مدرسہ لطیفیہ اشرفیہ اپنی خانہ بدوشانہ زندگی گزارتے ہوئے ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں پرانی بستی میں اس جگہ قائم ہوا جسے عام طور پر لوگ ''پرانا مدرسہ'' کے نام سے جانتے ہیں۔ پھر خدا جانے کب اور کن وجوہ کے پیش نظر ''لطیفیہ'' کی نسبت کو خارج کر دیا اور مدرسہ کا نام ''مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم'' باقی رہ گیا۔

ان کے علاوہ کچھ اور مدارس ہیں جن کی نسبت شاہ صاحب کی طرف کی گئی ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مدرسہ سراج العلوم لطیفیہ، نہال گڑھ، جگدیش پور، امیٹھی، یوپی

(۲) دار العلوم لطیفیہ، نرولی، گوری گنج، امیٹھی، یوپی

(۳) دار العلوم لطیفیہ حنفیہ، رانی گنج، امیٹھی، یوپی

(۴) مدرسہ ادارہ اشرفیہ شمس العلوم لطیفیہ، مٹرواء امیٹھی، یوپی

(۵) جامعہ حنفیہ لطیفیہ، امیٹھی، یوپی

(۶) جامعہ عربیہ خیر آباد، سلطان پور، یوپی

## علم وفضل، زہد وتقویٰ اور تصلب فی الدین:

شاہ صاحب کے علم وفضل، زہد وتقویٰ اور تصلب فی الدین کے تعلق سے خیر الاذکیاء علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ لکھتے ہیں:

''کان ذا علم وفضل وزهد وورع، شديد الالتزام بإدراک الجماعة حتى لم تفته التكبيرة الأولى مدة مائة سنة۔ قوي الحب بالرسول الكريم ومجالس مولده العظيم, يعتصم بالسنة ويجتنب عن البدعة وأهلها ويردُّ عليهم خاصة على الفرقة الجديدة الوهابية والمتولدة منها ''الديوبندية'' أخذ البيعة عنه آلاف من المسلمين ، ومن خلفائه الشيخ عبيد الله الكانفوري والشيخ قادر بخش السهسرامي۔( )

ترجمہ: وہ علم وفضل اور زہد وورع کے مالک تھے۔ نماز کے ایسے پابند کہ سو برس تک تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی۔ رسول پاک سے سچی محبت اور میلاد شریف سے عشق تھا۔۔۔۔ سنت پر سختی سے عمل کرتے اور بدعت اور بدمذہبوں سے اجتناب فرماتے۔ بالخصوص فرقۂ وہابیہ اور اس کی شاخ فرقۂ دیوبندیہ کی تردید کرتے۔ ہزاروں مسلمان ان کے دست پاک پر بیعت ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ عبید اللہ کان پوری اور حضرت مولانا قادر بخش سہسرامی آپ کے دو خلفا ہیں۔

شعیب الاولیاء حضرت مولانا شاہ محمد یار علی قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تھے: ''میں نے ہندو پاک کا سفر کیا، زیارت حرمین شریفین سے تین بار مشرف ہوا، ہزاروں علما وصوفیہ کی صحبت حاصل ہوئی مگر حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب جیسا متبع سنت اور پابند شرع میں نے کم ہی پایا۔ ایک سو تیس سال کی عمر میں جب کہ مرض الموت میں مبتلا تھے، ضعف و نقاہت اس درجہ کہ دوسرے کے سہارے پر بھی دو قدم چلنے سے معذور تھے، مگر اس حالت میں بھی نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ کبھی تکبیر اولی فوت نہ ہوئی۔ ہر نماز کے لیے جماعت کے وقت چھوٹی سی کھٹولیہ پر اٹھا کر صف اول تک پہنچانے کا حکم فرماتے، عذر شرعی کے باوجود کبھی ترک جماعت نہ فرماتے۔ وہ باکرامت بزرگ اور خدا رسیدہ ولی تھے۔''

ان سے سیکڑوں کرامتوں کا ظہور ہوا جن میں سے ایک کرامت اوپر گزر چکی ہے۔ یہ مختصر مضمون مزید کرامتوں کے ذکر کی اجازت نہیں دیتا۔

## وصال:

آخری عمر میں حضرت کا پیشاب بند ہو گیا تھا اور یہی مرض ان کے وصال کا سبب بنا۔ ''ردولی شریف''، ضلع ''بارہ بنکی'' ملک نظام الدین کے یہاں تشریف لے گئے۔ سلام کے جواب کے بعد فرمایا:

''میں تیرے یہاں مرنے کے لیے آیا ہوں'' چناں چہ ایسا ہی ہوا، ۹/ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء ''ردولی شریف'' میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔ دوسرے روز ڈھائی بجے دن میں ''ستھن شریف'' میں نماز جنازہ ہوئی۔

ایک اندازے کے مطابق جنازے میں تقریباً تیس ہزار آدمی شریک رہے۔ ٹیکرے پر آپ کا جسد خاکی سپرد خاک کیا گیا، جو آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

# مصادر ومراجع


(۱) ”حدوث الفتن وجهاد أعيان السنن“از: خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی طال اللہ عمرہ

(۲) ”نافذة تاريخية جامعة على الجامعة الاشرفية، مبارک فور“، مؤلف: رئیس القلم علامہ لیس اختر مصباحی، عربی ترجمہ: ادیب اسلام علامہ نفیس احمد مصباحی دام ظلہ العالی، استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

(۳) جواہر فقیہ ملت (مجموعہ مقالات فقیہ ملت) مفتی جلال الدین امجدی